بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

الفضل

روزنامہ

خطبہ نمبر

قادیان

یوم پنجشنبہ

جلد ۳۵ | ۲۶ ماہ فتح ۱۳۲۶ ہش | یکم صفر ۱۳۶۶ھ | ۲۶ دسمبر ۱۹۴۷ء | نمبر ۳۰۱

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۵ ماہ فتح - سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ۸ بجے شب کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور کو کھانسی اور نزلہ کی تکلیف ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت نزلہ کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

آج بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صدارت میں جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں جناب ڈاکٹر آسکر بردنار ڈی۔ ایس۔ سی نے مذہب و سائنس کے موضوع پر نہایت شاندار تقریر کی سوالات کا موقعہ دیا گیا آخر میں حضور امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنے قیمتی ارشادات سے محظوظ فرمایا۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت سے مہمان پہنچ چکے ہیں۔ آج ۸ بجے شام تک پرچی خوراک کے لحاظ سے مہمانوں کی تعداد ۱۶۹۳۷ ہے جو پچھلے سال ۲۵ تاریخ [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خطبہ جمعہ

جماعت روپے سے نہیں بلکہ ایمان سے زندہ رہتی ہے

ہمیں اپنی دیانت کا معیار بلند رکھنا چاہئے

از حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

(فرمودہ ۲۰ دسمبر ۱۹۴۷ء)

(مرتبہ: مولوی عبدالعزیز صاحب مولوی فاضل)

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

وصیت کی بنیاد

اس امر پر رکھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی کے ذریعے جماعتی فنڈ کی مالی حالت کو بہت کچھ ترقی دے گا۔ اور تبلیغ اسلام کے لئے جن رقوم کی ضرورت ہوگی اللہ تعالیٰ اس تحریک کے ذریعہ انہیں پیدا کرے گا تبلیغ اسلام کا فریضہ اتنا وسیع ہے کہ اس زمانے کی جماعت کو مدنظر رکھتے ہوئے کوئی شخص یہ قیاس بھی نہیں کر سکتا تھا۔ کہ اس وصیت کے ذریعہ تبلیغ اسلام کی ضرورتیں پوری ہوتی جائیں گی۔ اس وقت جماعت کی مالی حالت باوجود اسکے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کے لوگ بھی بڑی بڑی قربانیاں کرنے والے تھے بہت کمزور تھی۔ اور مشکل سے تیس ہزار روپیہ سالانہ چندہ ہوتا تھا۔ حالانکہ

ان لوگوں کی قربانیاں

ایسی تھیں۔ جن کو دیکھ کر انسان محو حیرت ہو جاتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ایک دوست منشی رستم علی صاحب ہوتے تھے۔ وہ کورٹ انسپکٹر تھے۔ اور اس زمانہ میں اس سے اوپر کوئی عدالتی عہدہ نہ تھا۔ اب تو کورٹ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ بھی ہوتا ہے۔ لیکن اس وقت کورٹ سب انسپکٹر کا عہدہ ہی سب سے بڑا تھا اور اس زمانہ میں تنخواہیں بھی کم ہوتی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات سے ڈیڑھ دو سال پہلے ۱۹۰۷ء کے شروع میں یا ۱۹۰۶ء کے آخر میں گورنمنٹ نے یہ فیصلہ کیا۔ کہ آئندہ ضلع کے انچارج کورٹ انسپکٹر ہوا کریں۔ اس سے پیشتر سب انسپکٹر ضلع کے انچارج ہوتے تھے۔

منشی رستم علی صاحب

چونکہ پہلے ہی اپنے ضلع کے انچارج تھے۔ اسلئے انکو کورٹ انسپکٹر بنا دیا گیا۔ اور یکدم ان کی تنخواہ میں اسی نوے روپے کا اضافہ ہوا۔ مجھے یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیمار تھے کہ منشی رستم علی صاحب کا خط آیا۔ اور آپ نے مجھے پڑھنے کے لئے فرمایا۔ اس خط کے ساتھ ایک منی آرڈر بھی پہنچا۔ منشی رستم علی صاحب نے اس خط میں لکھا تھا کہ میں انسپکٹر بنا دیا گیا ہوں اور میری تنخواہ میں یکدم ۸۰۔ ۹۰ روپے کا اضافہ ہو گیا ہے۔ آپ کی طرف سے سلسلہ کی ضرورتوں کے [illegible] چندہ کی تحریک ہوتی رہتی ہے اور واقعہ میں

سلسلہ کی امداد اہم فریضہ ہے

اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے جو مجھے یکدم ترقی دی ہے۔ تو وہ اسی لئے دی ہے۔ کہ میں اسکی راہ میں زیادہ چندہ دوں۔ سو میں سمجھتا ہوں کہ یہ یکدم ترقی میرے لئے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے سلسلہ کی خدمت کے لئے دی گئی ہے۔ اسلئے میں اپنی پہلی تنخواہ پر ہی چندہ ادا کرتا رہونگا اور یہ زائد ترقی ساری کی ساری سلسلہ کو دونگا۔ کیونکہ یہ میرے لئے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے ہے۔ مگر باوجود اس اخلاص کے پھر بھی یہ بات تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے آخری ایام میں لنگر کو چلانے کے لئے بعض دفعہ آپکو قرض لینا پڑتا تھا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تحریک کرنی پڑتی تھی۔ کہ دوست چندہ کی طرف توجہ کریں۔ اور مدرسہ احمدیہ اور ہائی سکول کے لئے آٹھ دس ہزار روپیہ کی سالانہ ضرورت تھی۔ اس لحاظ سے

ساری پونجی

جو سلسلہ کو سالانہ ملتی تھی۔ ۲۶ یا ۲۷ ہزار کے قریب تھی۔ اور یہ روپیہ بہت مشکل کے ساتھ جمع ہوتا تھا۔ لیکن اب یہ حالت ہے کہ میں فخر کے طور پر بیان نہیں کرتا۔ بلکہ سلسلہ کے ایک نشان کے طور پر بیان کرتا ہوں کہ اب اکثر میرا سالانہ چندہ ہی تیس اور چالیس ہزار کے درمیان ہوتا ہے۔ گویا اس زمانے کے تمام اخراجات میرے موجودہ چندوں سے پورے ہو سکتے تھے۔ لیکن اس وقت ان اخراجات کو پورا کرنے کے لئے جماعت کو بڑی بڑی قربانیاں کرنی پڑتی تھیں۔ اور یہ چیزیں جو اب ہمیں نظر آ رہی ہیں۔ اس وقت کے حالات کو دیکھتے ہوئے بہت مشکل نظر آتی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا تھا۔ اس کے ماتحت آپ کو اس بات میں شبہ نہ تھا۔ کہ ان کاموں کے لئے

انیسڈ یٹر:۔ روشن دین تنویر

بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا کر دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا

روپیہ آئے گا یا نہیں

بلکہ آپ کو جس بات میں شبہ تھا۔ وہ یہ تھی۔ کہ اس روپیہ کو استعمال کرنے والے اس کو دیانت سے استعمال کریں گے یا نہیں۔ گو ظاہر بین نگاہیں اس وقت اس بات کے پورا ہونے کی کوئی صورت نہ دیکھتی تھیں۔ کیونکہ ساری دنیا میں تبلیغ کرنا۔ اور ان کے لئے تعلیمی انتظامات کرنا۔ غرباء کی پرورش کرنا۔ سلسلہ کی تمام دوسری ضروریات کو پورا کرنا کوئی معمولی کام نہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یقینی طور پر بتا دیا گیا تھا۔ کہ روپیہ آئیگا اور ضرور آئے گا۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ اس کے آنے کے وقت جماعت اپنی دیانت پر پورے طور پر قائم نہ رہ سکے۔ روپے کے زیادہ آنے کی دو ہی صورتیں ہیں۔ اول یہ کہ جماعت تعداد میں بڑھتی چلی جائے۔ اس طرح اس کی

وصیتیں اور چندے

بڑھتے چلے جائیں۔ دوم یہ کہ جماعت کا روپیہ بڑھے۔ اور اس طرح پہلے لوگوں کا بھی چندہ ترقی کر جائے۔ یہ دو ہی ذریعے جماعت کے مال کو بڑھانے کے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے جماعت کی تعداد کو بھی دن بدن بڑھا رہا ہے۔ اور جماعت کے مالوں میں بھی ترقی دے رہا ہے۔ لیکن ابھی ہماری مالی حالت دنیا کے مقابل پر بہت کمزور ہے۔ دنیا میں ایسے مالدار لوگ بھی ہیں۔ کہ ہمارا جتنا سالانہ چندہ ہوتا ہے۔ وہ اس سے بھی کئی گنا زیادہ دے دیں۔ اور ان کی جیب ذرا بھی ہلکی نہ ہو۔ چنانچہ کئی لوگ ایسے ہیں۔ جو پندرہ بیس کروڑ روپیہ سالانہ خرچ کر دیتے ہیں۔ اور ان کو محسوس بھی نہیں ہوتا۔ کہ ہمارے مال میں کچھ کمی ہوئی ہے۔ امریکہ کے

ایک سخی آدمی

کے متعلق مشہور ہے کہ اس نے چار ارب روپیہ اپنی زندگی میں صدقہ و خیرات دیا۔ لیکن یہ چار ارب روپیہ کوئی تکلیف برداشت کر کے اور بوجھ اٹھا کر نہیں دیا گیا۔ بلکہ اس شخص کی ارب دو ارب کی سالانہ انکم تھی۔ اگر ایسا آدمی اپنی آمد کا چوتھا حصہ بھی نکالے تو وہ پچاس کروڑ بنتا ہے۔ اور پانچواں حصہ نکالے تو چالیس کروڑ بنتا ہے۔ اور اگر چھٹا حصہ دے۔ تو تینتیس کروڑ بنتا ہے۔ اور اگر دسواں حصہ دے۔ تو بھی بیس کروڑ سالانہ بنتا ہے۔ اور اگر وہ بیس سال دے۔ تو چار ارب بن جاتا ہے۔ ایسے شخص کے لئے بیس کروڑ دینا

کوئی بڑی بات نہیں

غریب آدمیوں کے لئے دسواں حصہ دینا مشکل ہوتا ہے۔ کیونکہ ان کی آمد کم ہوتی ہے۔ اور خرچ زیادہ ہوتا ہے۔ اور امیر آدمیوں کے لئے دسواں حصہ دینا کوئی مشکل نہیں ہوتا۔ کیونکہ ان کی آمد زیادہ ہوتی ہے۔ اور خرچ آمد کے مقابلہ میں کم ہوتا ہے۔ ایسا شخص جس کی آمد ارب دو ارب روپیہ ہے۔ اگر وہ بیس کروڑ روپیہ سالانہ دے دیتا ہے۔ اس کے لئے یہ مشکل نہیں۔ لیکن ہماری

غرباء کی جماعت

ہے۔ اور ہماری جماعت کے افراد اپنے نفسوں پر بوجھ ڈال کر بچا بچا کر خدمت دین کے لئے دیتے ہیں۔ اس لئے ان کی قربانیاں دو کروڑ سالانہ دینے والے سے زیادہ ہیں۔ پس جماعت کے مال کے بڑھانے کے دو ہی طریق ہیں۔ اول یہ کہ جماعت کے افراد تعداد میں بڑھتے جائیں۔ اور دوسرے یہ کہ جماعت کے اموال اور جائیدادیں بڑھیں۔ پھر بھی جماعتی فنڈ زیادہ مضبوط ہوتا جائے گا۔ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی غیر معین بات بیان کی جائے۔ تو اکثر اس کے تمام پہلو مراد ہوتے ہیں۔ گو بعض اوقات اس کے مخصوص پہلو ہی مراد ہوتے ہیں۔ لیکن اکثر یہی ہوتا ہے۔ کہ تمام پہلو مراد ہوتے ہیں۔ اسی طرح معلوم ہوتا ہے۔ کہ

اس پیشگوئی

کے بھی سارے ہی پہلو مراد ہیں۔ اور اس پیشگوئی سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ جماعت کے مالوں کو بے انتہا بڑھائے گا۔ اور جماعت کے افراد میں دن بدن ترقی دیگا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں کوئی بڑا آدمی جماعت میں داخل نہیں ہؤا۔ اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بھی کوئی بڑا آدمی جماعت میں داخل نہیں ہؤا۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے۔ کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کسی خیال میں پڑ گئے۔ اور پھر کچھ دیر کے بعد مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ انبیاءؑ کی جماعتوں میں امراء ابتدائی حالت میں داخل نہیں ہوتے۔ اس وقت بڑے آدمیوں کا درجہ ای۔ اے۔ سی سے شروع ہوتا ہے۔ اور ہماری جماعت میں

کوئی۔ ای۔ اے۔ سی نہیں

ہے۔ کجا وہ حالت کہ ہماری جماعت میں کوئی ایک ای۔ اے۔ سی نہ تھا۔ اور کجا یہ حالت کہ ہماری جماعت میں بہت سے ای۔ اے۔ سی ہیں۔ اور کئی جج ہیں۔ اور بعض ڈپٹی کمشنر ہیں۔ اور بعض اس سے بھی اوپر ہیں۔ مثلاً چودھری ظفر اللہ خان صاحب

فیڈرل کورٹ کے جج

ہیں۔ اور وائسرائے کی کونسل کے ممبر بھی رہ چکے ہیں۔ کجا وہ حالت کہ جماعت میں کوئی ایک ای۔ اے۔ سی نہ تھا۔ اور کجا یہ حالت کہ اب ہماری جماعت میں کئی افسر ایسے ہیں۔ جن کے ماتحت کئی ای۔ اے۔ سی کام کرتے ہیں۔ اور یہ سلسلہ دن بدن وسیع ہوتا جا رہا ہے۔ اسی طرح

انجمن کی جائیداد

بھی حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زمانہ میں پندرہ بیس ہزار روپیہ کی تھی۔ اور اب کم سے کم ایک کروڑ روپیہ کی ہے۔ یہ حالات بتاتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی دن بدن پوری ہوتی جا رہی ہے۔ اب جماعت بھی بڑھ رہی ہے۔ اور جماعت کے اموال بھی بڑھ رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات سے پہلے جو جلسہ سالانہ ہؤا۔ اس میں سات سو آدمی شریک ہوئے۔ اور اس وقت ہمارے جمعہ میں چار ہزار کے قریب آدمی بیٹھتے ہیں۔ لیکن اس سات سو کو دیکھ کر آپ کی طبیعت پر یہ اثر تھا۔ کہ اب ہماری جماعت بہت بڑھ گئی ہے۔ اور اب ہمارا کام ختم ہوتا نظر آ رہا ہے۔ کیونکہ جماعت خوب قائم ہو گئی ہے۔ اور

اب اتنا ہجوم

ہے۔ کہ ہم ان کے ساتھ سیر بھی نہیں کر سکتے۔ لیکن اس سالانہ جلسہ سے آج ہمارے اس جمعہ میں چھ گنا زیادہ آدمی بیٹھے ہیں۔ حضرت خلیفہ اول رضؓ کے زمانہ کے آخری سال جو جلسہ سالانہ ہؤا۔ اس میں

اٹھارہ سو آدمی

شریک ہوئے۔ اور اسے بہت عظیم الشان جلسہ سمجھا گیا۔ لیکن آج ہمارے جمعہ میں اس جلسہ سالانہ سے

اڑھائی گنے زیادہ

آدمی بیٹھے ہیں۔ پہلے اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلسے ہمارے جمعے بنا دیئے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کے جلسے ہماری روزانہ نمازیں بن گئیں۔ میں نے کئی دفعہ مسجد مبارک میں مغرب کے وقت حساب لگوایا ہے کئی دفعہ نمازیوں کی تعداد سات سو سے اوپر ہوتی ہے۔ ان باتوں سے پتہ چلتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کس طرح

عظیم الشان طور پر

پوری ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو تعداد میں بھی ترقی دے رہا ہے۔ اور اموال میں بھی ترقی دے رہا ہے۔ پس یہ حصہ دن بدن پورا ہو رہا ہے۔ لیکن دوسرا حصہ اس پیشگوئی کا سوچنے کے قابل ہے۔ کہ کیا مالوں میں ترقی کے ساتھ جماعت کے افراد دیانت اور امانت پر قائم ہیں یا نہیں؟ میں دیکھتا ہوں۔ کہ جنگ کے دوران میں لوگوں کو بہت مال کمانے کا موقع ملا ہے۔ اور اس کا کچھ اثر قادیان پر بھی پڑا ہے۔ گو جماعت کی غلطی کی وجہ سے قادیان کے احمدیوں کا حصہ دوسرے لوگوں سے کم رہا ہے۔ مگر ان کو بھی حصہ ملا ضرور ہے۔ یہاں کارخانے کھل گئے ہیں۔ بعض بڑی بڑی دکانیں بن گئی ہیں۔ اسی طرح بعض اور صنعتی اور تجارتی رنگ میں ترقیات ہوئی ہیں۔ اور جنگ کے اس سات سال کے عرصہ میں پہلے کی نسبت بہت ترقیات ہو گئی ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ جس بات کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں ہوشیار اور بیدار کر دیا تھا۔ وہ باتیں پیدا ہو رہی ہیں۔ اور ان اموال کی وجہ سے لوگوں کی دیانتیں ویسی صاف نہیں رہیں جیسی کہ پہلے تھیں۔ میرے پاس متواتر شکایات پہنچتی رہتی ہیں۔ کہ بعض احمدی دکاندار بلیک مارکیٹ کرتے ہیں۔ اور وہ کنٹرولڈ چیزوں کو چوری چوری زیادہ قیمتوں پر بیچتے ہیں میں اس کے متعلق

پہلے بھی توجہ دلا چکا ہوں

کہ یہ نہایت ہی مکروہ اور ظالمانہ فعل ہے۔ جماعت کے دوکانداروں کو ان باتوں سے بچنا چاہیئے۔ لیکن باوجود میرے سمجھانے کے پھر بھی بعض کے متعلق یہ رپورٹیں موصول ہوتی رہتی ہیں۔ میرے نزدیک اس کی ذمہ واری نظارت امور عامہ پر بھی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ کیوں اس قسم کے لوگوں کا پتہ نہیں لگاتے اور ان کو سزا ایکں نہیں دیتے۔ اور کتنے ذلیل ہیں وہ لوگ جو اس طریق پر روپیہ کماتے ہیں۔ یہ بات ہمیشہ یاد رکھو۔ کہ کوئی جماعت روپے سے زندہ نہیں رہ سکتی۔ بلکہ جماعت ایمان سے زندہ رہتی ہے۔ اگر روپیہ ہی اصل چیز ہے۔ تو یہودیوں۔ عیسائیوں۔ پارسیوں اور ہندوؤں کے پاس تم سے بہت زیادہ روپیہ ہے۔ کیوں خدا تعالےٰ نے ان میں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث نہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو

غرباء کی جماعت

میں سے مبعوث فرمانا بتاتا ہے۔ کہ ایمان کا روپیہ سے کوئی تعلق نہیں۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ کبھی اللہ تعالےٰ روپیہ بطور انعام کے دیتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اپنے بندوں کی ضروریات کو پورا کرے۔ ان کے ذریعہ غرباء کی امداد کرے۔ اور کبھی

روپیہ بطور آزمائش

کے دیا جاتا ہے۔ اگر تو روپیہ کے آنے سے انسان کا ایمان سلامت رہا۔ تو وہ روپیہ اس کے لئے بطور انعام کے ہے۔ اور وہ روپیہ اس شخص کے لئے باعث برکت ہے۔ لیکن اگر وہ روپیہ انسان کے ایمان کو باطل کر دیتا ہے۔ اور وہ روپیہ کے آجانے سے بے ایمانوں جیسی چالاکیاں کرنے لگ جاتا ہے۔ اور چوروں اور ٹھگوں کی طرح لوگوں کو لوٹتا ہے۔ تو وہ روپیہ اس شخص کے لئے عذاب کا باعث ہے۔ میرے پاس کل بعض دوستوں نے شکایت کی۔ کہ ایک طرف آپ یہ کہتے ہیں۔ کہ مکان بناؤ نہیں تو ہم زمین واپس لے لیں گے۔ دوسری طرف اینٹوں کی یہ حالت ہے۔ کہ اینٹوں والوں کے پاس جب ہم جاتے ہیں۔ تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ

اینٹیں تو سب کی سب بک چکی

ہیں۔ اور پھر انہی اینٹوں کو بلیک مارکیٹ کر کے تیس روپے کی بجائے پچاس روپے میں بیچتے ہیں۔ پہلے ہی جنگ کی وجہ سے اینٹوں کی قیمت چار گنے زیادہ ہے۔ کیونکہ جنگ سے پہلے چھ سات روپے ہزار اینٹ بکتی تھی۔ اور اب تیس روپے ہزار ہے۔ تو یہ پہلے ہی قیمت چار گنے بڑھ گئی ہے۔ مگر یہاں کے بھٹہ والے اس کو ڈبل کر کے یعنی پچاس روپے ہزار بیچتے ہیں۔ اس حالت میں ہم لوگ مکان کس طرح بنائیں ان کا یہ اعتراض وزنی ہے۔ اس حالت میں ہم لوگوں کو مجبور نہیں کر سکتے۔ کہ تم ضرور آٹھ گنا قیمت خرچ کر کے قادیان میں مکان بناؤ۔ اور

قادیان کی حفاظت

کے سامان پیدا کرو۔ اس قسم کے تاجر گویا لوگوں کو قادیان میں مکان بنانے سے روکنے والے ہیں۔ اور قادیان کی حفاظت کے رستہ میں دیوار حائل کرنے والے ہیں۔ اس قسم کے تاجروں کی مثال اس کشمیری جیسی ہے۔ جس کے متعلق مشہور ہے کہ وہ جیٹھ ہاڑھ کے مہینہ میں دھوپ میں بیٹھا ہوا تھا۔ سر سے پاؤں تک پسینہ بہ رہا تھا۔ اور گرمی کے مارے ہانپ رہا تھا۔ کوئی شخص اس رستہ سے گذرا۔ اس نے کہا۔ میاں دھوپ میں کیوں بیٹھے ہو۔ یہ پاس ہی دیوار کا سایہ ہے۔ اس میں جا کر بیٹھ جاؤ۔ تو وہ کشمیری ہاتھ لمبا کر کے کہنے لگا۔ اگر میں سایہ میں بیٹھ جاؤں۔ تو آپ مجھے کیا دیں گے۔ یہی حالت

ان حریص تاجروں کی

ہے۔ اتنا بھی نہیں سمجھتے۔ کہ اگر فساد وغیرہ ہوا۔ تو سب سے پہلے مالدار ہی لوٹے جائیں گے۔ اور نقصان بھی زیادہ ان کا ہی ہوگا۔ غریب جس کے پاس اپنے کھانے پینے کو کچھ نہیں۔ بامشکل سے اپنا گزارہ کرتا ہے۔ اس کے پاس سے لوٹا کیا جائے گا۔ اگر خدانخواستہ فساد وغیرہ ہوں بھی تو اسے اپنے مال کا فکر نہیں۔ کہتے ہیں کسی میراثی کے گھر میں چور آیا۔ اس نے کمرے میں گھس کر کمرے کی تلاشی لینی شروع کی۔ کبھی وہ سوٹی کے ساتھ فرش کو ٹھکورتا۔ اور کبھی انگلیوں کے ساتھ دیواروں کو بجاتا۔ کہ کہیں خلا معلوم ہو جائے۔ اور میں اس میں سے دبا ہوا خزانہ نکال لوں۔ اسی حالت میں میراثی کی آنکھ کھل گئی۔ وہ چور کی حرکات کو دیکھ کر آہستہ آہستہ ہنستا رہا۔ جب چور چاروں طرف تلاش کرتے کرتے تھک گیا۔ تو اس کی نظر ایک جگہ روشنی پر پڑی۔ جو کہ روشندان میں سے زمین پر پڑ رہی تھی۔ وہ گھبرایا ہوا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ روپیہ نہیں تو کوئی چیز ہی مل جائے۔ اسے روشنی جو نظر آئی۔ اس نے سمجھا کہ یہ

سفید سفید آٹا ہے

اس نے جلدی سے آٹے کے اٹھانے کے لئے ہاتھ مارے۔ لیکن دونوں ہاتھ مل گئے۔ میراثی یہ حالت دیکھ کر اپنی ہنسی کو ضبط نہ کر سکا۔ اور زور سے قہقہہ مار کر کہنے لگا۔ بھائی اینتھے سانوں دن نوں کچھ نہیں لبھدا۔ تہانوں راتیں کی لبھنا۔ یعنی جناب ہمیں تو یہاں دن کو کچھ نہیں ملتا۔ آپ کو رات کے وقت یہاں کیا ملے گا۔ چور اسکی آواز سنکر وہاں سے بھاگا۔ تو جن لوگوں کے پاس ہی کچھ نہیں۔ ان کا نقصان کیا ہوگا۔

لیکن یہ تاجر لوگ

اتنا بھی خیال نہیں کرتے۔ کہ وہ غریبوں کی وجہ سے بچے ہوئے ہیں۔ ایک دفعہ ایک صحابیؓ ایک مجلس میں اپنے مال کا ذکر کر رہے تھے۔ کہ میرے پاس اتنا مال ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پاس سے گزرے آپؐ نے فرمایا کیا لغو باتیں کر رہے ہو۔ یہ مال تمہیں غریبوں نے ہی کما کر دیا ہے۔ اور یہ حقیقت ہے۔ کہ امراء کے مال غرباء کی وجہ سے بچے رہتے ہیں۔ اور غرباء کی وجہ سے ہی امراء کی جانیں بچی ہوئی ہیں۔ قادیان کی آبادی اس وقت بارہ ہزار کی ہے۔ اس میں سے ساڑھے گیارہ ہزار غرباء ہیں۔ اور پانچ سو آدمی ایسے ہیں۔ جو کچھ کھاتے پیتے ہیں۔ اور ان میں سے کچھ قادیان کے لحاظ سے مالدار کہلا سکتے ہیں۔ اگر یہ ساڑھے گیارہ ہزار ان امراء کو چھوڑ کر چلے جائیں تو دیکھو تو اس پانچ سو آدمی کو چور اور مفسد لوگ لوٹتے ہیں یا نہیں۔ لیکن موجودہ حالت میں چور اور فتنہ پرداز لوگ جانتے ہیں۔ کہ اگر ہم نے کسی امیر کو چھیڑا۔ اور اسکی چوری کرنی چاہی۔ تو

اردگرد کے غریب

سب کے سب ڈنڈے لیکر پیچھے مارنے کے لئے آجائیں گے۔ لیکن کتنے افسوس کی بات ہے۔ کہ خود مالدار لوگ اپنی حفاظت میں رخنہ پیدا کرتے ہیں۔ اور پھر یہ کتنی بد دیانتی ہے۔ کہ گورنمنٹ کا حکم ہے۔ کہ یہ چیز اس ریٹ پر بیچی جائے۔ کنٹرول کی اشیاء حاصل کرنے والے لوگ گورنمنٹ سے وعدہ کرتے ہیں۔ کہ ہم کنٹرول کے نرخ پر ہی فروخت کریں گے۔ لیکن گھر آکر اپنے عہد سے پھر جاتے ہیں۔ بھٹہ والوں کو کوئلہ

کنٹرول ریٹ پر

دیا جاتا ہے۔ اور وہ گورنمنٹ سے وعدہ کر کے لاتے ہیں۔ کہ ہم اس سے جتنی اینٹ تیار کریں گے۔ وہ کنٹرول ریٹ پر فروخت کریں گے۔ لیکن یہاں آکر بلیک مارکیٹ شروع کر دیتے ہیں۔ اسی لئے میں نے ناظر صاحب

امور عامہ کو آج حکم

دے دیا ہے۔ کہ وہ بھٹہ والوں کی لسٹ بنائیں اور انہیں پورے طور پر تنبیہہ کر دیں۔ کہ اگر کسی کے متعلق یہ ثابت ہو گیا۔ کہ اس نے گورنمنٹ کے ریٹ سے زیادہ قیمت پر اینٹ فروخت کی ہے۔ تو ہم اسے سخت سزا دیں گے۔ (مجھے بعد میں معلوم ہوا۔ کہ چند دن سے گورنمنٹ نے اینٹ پر سے کنٹرول اٹھا لیا ہے۔ اور بھٹے بعض لوگ لکڑی سے پکا رہے ہیں۔ اس لئے اینٹ مہنگی پڑتی ہے۔ اس لئے میں نے حکم دیا ہے۔ کہ ایک کمیٹی لاگت کا اندازہ لگائے۔ اور پھر مناسب نفع لگا کر سلسلہ کی طرف سے قیمت مقرر کر دی جائے) اور آئندہ کے لئے ہم یہ قانون پاس کرتے ہیں۔ کہ جماعت کے دوست اینٹوں کا

سودا نظارت امور عامہ کی معرفت

کریں۔ کیونکہ جو سودا نظارت کی معرفت ہوگا۔ اس کے متعلق معلوم ہو جائے گا۔ کہ کس نرخ پر بھٹہ والوں نے اینٹیں فروخت کیں۔ اور اگر سودا نظارت امور عامہ کی معرفت ہوگا۔ تو نظارت اس بات کی کوشش کرے گی۔ کہ اسکی تمام اینٹیں جن کا سودا ہو چکا ہے۔ خریدار کو دلائے۔ اور بھٹہ والے اپنی بات سے پھر نہیں سکیں گے۔ میں یہ اچھی طرح جانتا ہوں۔ کہ گورنمنٹ نے جو

ریٹ مقرر کئے ہیں

وہ کم نہیں ہیں۔ بلکہ ان میں معقول نفع رکھا گیا ہے۔ گورنمنٹ نے ابتداء میں غلہ کی قیمت کے مقرر کرنے میں غلطی کھائی تھی۔ لیکن بعد میں تجربہ ہو جانے کی وجہ سے سنہ ۴۳ء سے گورنمنٹ نے ان غلطیوں کو دور کر دیا ہے۔ اور اب گورنمنٹ معقول قیمتیں مقرر کرتی ہے۔ اور اس قیمت پر فروخت کر کے بھی انسان

کافی نفع

حاصل کر سکتا ہے۔ چنانچہ میں نے دیکھا ہے۔ کہ جو انسٹی ٹیوشنز کوئلہ کنٹرول ریٹ پر منگوا کر دیتی ہیں۔ ان کو بیس روپے ہزار تک اینٹ بھٹہ والوں کی طرف سے پڑ جاتی ہے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ بھٹہ والوں کو تیس روپے میں اچھا نفع مل جاتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میرا خیال ہے کہ تیس روپے ہزار میں پانچ چھ روپے ان کا منافع نکل آتا ہے۔ اور ۲۵ یا ۳۰ فیصدی منافع اگر انسان کو مل جائے تو اسے اور کیا چاہیئے۔ لیکن جو بلیک مارکیٹ والی صورت ہے اس میں تو سو فیصدی نفع ہے۔ یعنی ایک روپے کی چیز دو روپے میں بیچی جاتی ہے۔ یہ ظالمانہ منافع ہے۔ جن چیزوں کے متعلق انسان مجبور نہیں۔ ان کے متعلق اسے اختیار ہے خریدے یا نہ خریدے۔ اور بیچنے والے کو اختیار ہے کہ جتنی قیمت چاہے مانگ لے۔ مثلاً ایک شخص

ہاتھی دانت کی سلائی

بارہ روپے میں فروخت کرتا ہے۔ ہاتھی دانت تو اصل میں دو چار آنے کا ہوگا۔ باقی اس کی محنت ہے۔ اگر وہ بارہ روپے میں بیچتا ہے تو اس کے لئے کوئی شخص مجبور نہیں کہ ضرور اس سے خریدے لیکن مکان، کپڑا اور کھانا ان کے بغیر انسانی زندگی دوبھر ہو جاتی ہے۔ اگر مکان نہیں ہوگا تو رہیں گے کہاں۔ اگر کھانا نہیں ملے گا تو جئیں گے کیسے۔ اور اگر کپڑا نہیں ملے گا تو صحت اور اخلاق کس طرح قائم رہ سکیں گے۔ ان چیزوں کے خریدنے کے لئے انسان مجبور ہوتا ہے۔ اور ایسی چیزوں کا منافع ایک حد تک ہونا چاہیئے۔ پس آئندہ اگر کوئی شخص بلیک مارکیٹ کرتا ہوا پکڑا جائے یا اس کے متعلق معلوم ہو کہ وہ بلیک مارکیٹ کرتا ہے۔ اس کی فوراً ہمارے پاس رپورٹ کرو

ہم اسے سخت سزادیں گے

اور اس کے ساتھ اس بات کا بھی لحاظ رکھا جائے کہ کوئی احمدی کسی غیر احمدی سے چیزیں نہ خریدے۔ یہ نہیں ہونا چاہیئے کہ تم احمدیوں کو چھوڑ کر دوسرے لوگوں سے سودا خریدنا شروع کردو۔ اس بات کا بھی پورے طور پر خیال رکھو کہ کوئی احمدی کسی دوسرے دکاندار سے سودا نہ خریدے۔ ہاں اگر تمہیں کسی قسم کی احمدی تاجر کے متعلق شکایت ہے تو اس کی فوراً نظارت امور عامہ کو اطلاع دو۔ دس لئے میں نے آئندہ اینٹوں کا سودا نظارت امور عامہ کی معرفت مقرر کر دیا ہے۔ اینٹ نکالنے سے پہلے بھٹہ والے ناظر صاحب کو اطلاع دیں کہ ہمارے پاس اتنا کوئلہ ہے۔ اور ہم اس سے اتنی اینٹ نکالیں گے اور پھر اس کے مطابق

نظارت امور عامہ نگرانی کرے

ہم بھٹہ والوں کو یہ نہیں کہتے کہ آپ لوگ ہمیں گورنمنٹ کے کنٹرول نرخ سے کم پر دیں بلکہ ہم تو صرف یہ کہتے ہیں کہ جو نرخ گورنمنٹ نے مقرر کئے ہیں ان کی پابندی کی جائے۔ لاہور میں اینٹ سترہ اٹھارہ روپے ہزار بک رہی ہے۔ گو وہ قادیان کی اینٹ سے ایک آدھ انچ چھوٹی ہے۔ لیکن اتنا زیادہ فرق نہیں ہو سکتا۔ ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ قادیان کے سائز کے مطابق بائیس روپے میں مل سکتی ہے۔ جب لاہور میں بیس بائیس روپے کو پڑتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ وہ قادیان میں پچاس روپے کو پڑتی ہے۔ اس قسم کے ناجائز منافع اچھے نہیں ہوتے اور ان کا انجام اچھا نہیں ہوتا کہتے ہیں کسی حریص اور لالچی آدمی کے پاس ایک مرغی تھی جو ہر روز

سونے کا ایک انڈا

دیتی تھی۔ اس نے خیال کیا کہ اگر میں اسے زیادہ کھلاؤں پلاؤں تو شاید یہ دو انڈے روزانہ دینا شروع کر دے۔ اس نے مرغی کو پکڑ لیا اور اس کا منہ کھول کر زور سے دانے ڈالنے شروع کئے۔ آخر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مرغی مر گئی اور وہ پہلے اس ایک انڈے سے بھی محروم ہو گیا۔ انسان کو نفع میں بھی عقل سے کام لینا چاہیئے۔ صرف یہ سمجھ لینا کہ صرف دو چار آدمی ہی بھٹہ چلانے کی طاقت رکھتے ہیں اس لئے جو نفع وہ لینا چاہیں وہ لے لیں۔ اور جس طرح لوگوں کو لوٹنا چاہیں وہ لوٹ لیں۔ غیر منظم جگہوں میں تو ڈاکہ ڈالا جا سکتا ہے۔ اور یہ قطعی طور پر ڈاکہ سے کسی طرح کم نہیں لیکن

ایک منظم جگہ میں

اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ باقی تجارتوں کے متعلق بھی شکایات پیدا ہو رہی ہیں کہ دکاندار بلیک مارکیٹ میں فروخت کرتے ہیں۔ مثلاً دیا سلائیاں گورنمنٹ کے پاس سے دوکاندار ڈیڑھ پیسہ فی دیا سلائی کے حساب سے لاتے ہیں۔ لیکن یہاں ایک آنہ بلکہ دو آنہ میں فروخت کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں لینے والوں کا بھی قصور ہے وہ کیوں بلیک مارکیٹ سے خریدتے ہیں جب گورنمنٹ کا قانون اس کی تائید میں ہے۔ اور خدائی قانون بھی بلیک مارکیٹ میں بیچنے اور خریدنے سے منع کرتا ہے تو پھر ڈرنے کی کیا وجہ ہے جب

خدا تعالےٰ کی بادشاہت

اور دنیا کی بادشاہت کسی معاملہ میں اکٹھی ہو جائیں تو پھر خطرہ کس بات کا رہ جاتا ہے اگر زمینی بادشاہت اور آسمانی بادشاہت کے حکموں میں اختلاف ہو تو پھر بے شک ڈرنے کا مقام ہے۔ مومن تو اس بات سے ڈرتا ہے کہ اگر میں زمینی بادشاہت کا حکم مانوں تو آسمانی بادشاہت ناراض نہ ہو جائے۔ اور منافق اس بات سے ڈرتا ہے کہ اگر میں نے دنیا کی بادشاہت کا حکم نہ مانا تو وہ مجھ سے ناراض ہو جائے گی۔ پس مومن ڈرتا ہے کہ میں خدائی بادشاہت کے حکم کا انکار کر کے بے ایمان نہ ہو جاؤں۔ اور منافق ڈرتا ہے کہ زمینی طاقتیں میرے خلاف ہو جائیں گی۔ اور وہ مجھے نقصان پہنچائیں گی لیکن جب

آسمانی اور زمینی طاقتیں

ایک ہی حکم دیں تو پھر کسی کے لئے بھی خطرہ نہیں۔ پس آپ لوگوں کو چاہیئے کہ آپ فوراً شکایت کریں کہ فلاں دکاندار نے مجھے فلاں چیز اس قیمت پر دی۔ اور اتنی زیادہ قیمت وصول کی ہے ہم اسے پہلے جماعتی سزا دیں گے۔ اگر اس کے باوجود اس کی اصلاح نہ ہوئی تو ویسے جماعتی سزا بھی دیں گے۔ اور گورنمنٹ کے سپرد بھی کریں گے۔ جو شخص باوجود ان تمام سہولتوں کے جو گورنمنٹ نے دی ہیں۔ اور عمدہ قیمتوں کے جو گورنمنٹ نے مقرر کی ہیں پھر بھی ناجائز نفع حاصل کرنا چاہتا ہے۔ تو اس کی وجہ سوائے اس کے اور کوئی نہیں کہ وہ اپنا

شقاوت قلب اور بددیانتی

کا ثبوت دینا چاہتا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ جس شخص کو ہمارے اصول اور ہمارے احکام پسند نہیں وہ ہماری جماعت میں رہتا کیوں ہے اسے چاہیئے کہ وہ فوراً الگ ہو جائے ہم نے اسے پکڑ کر نہیں رکھا ہوا۔ لیکن ایک طرف تو ایک مذہب میں داخل ہونا اور دوسری طرف بددیانتی سے کام کرنا یہ دونوں چیزیں جمع نہیں ہو سکتیں۔ کہتے ہیں کہ ایک مچھلی سارے تالاب کو گندا کر دیتی ہے۔ ایک دو پیسے کی دیا سلائی کے لئے ایک شخص جھوٹ بولتا ہے کہ میرے پاس نہیں ہے۔ اور پھر ایک اور شخص سے آنے کر اسے کھڑکی میں سے دیا سلائی دے دیتا ہے۔ یہ کتنے افسوس کی بات ہے۔ اور پھر اس کے باوجود وہ

محلہ کا پریذیڈنٹ

یا کوئی اور عہدہ دار یا خدام الاحمدیہ کا ممبر یا انصار اللہ کا ممبر ہونے کا بھی دعویٰ کرتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں سے چیزیں خریدنے والا شخص بھی یہ سمجھنے لگتا ہے کہ یہ فعل معمولی بات ہے۔ پس ایسے لوگ دوسرے لوگوں کے دین کو خراب کرنے کا موجب بنتے ہیں۔ بھٹہ والوں کے پاس جب کوئی شخص اینٹ خریدنے کے لئے جاتا ہے تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ فلاں چوہدری صاحب نے تمام کی تمام اینٹ رکوائی ہے ہم آپ کو نہیں دے سکتے۔ اور پھر اگر وہی شخص دوسری طرف سے ہو کر کہے کہ اچھا پچاس روپے لے لیں اور میرا کام کر دیں تو کہہ دیتے ہیں کہ اچھا ہم آپ کا کام کر دیں گے۔ آخر آپ کا لحاظ کرنا ہی پڑتا ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ایک ڈپٹی صاحب

کے متعلق سنایا کرتے تھے کہ رشوت تہجد کے وقت لیا کرتے تھے۔ جب کوئی شخص دن کے وقت ان کے پاس آتا تو اسے گالیاں دے کر نکال دیتے۔ آخر نوکر اسے کہتے کہ ہمیں پانچ سات روپے آپ دیدیں ہم آپ کو ترکیب بتا دیتے ہیں۔ جب وہ ان کا منہ بھر دیتا تو وہ اسے بتا دیتے کہ تم تہجد کے وقت آ جانا۔ اور اصرار کرتے چلے جانا۔ آخر ڈپٹی صاحب خود بخود تمہیں کہہ دیں گے کہ روپے رکھ جاؤ اور چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ شخص ان کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق تہجد کے وقت آتا اور بیٹھ جاتا۔ اور رحم پیش کر دیتا کہ آپ ہم غریبوں پر رحم کریں ہم آپ کے پاس نہ آئیں تو کس کے پاس جائیں۔ ڈپٹی صاحب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسے گالیاں دیتے بے ایمان تم نے میری نماز خراب کر دی۔ تم نماز کے وقت شور مچاتے ہو۔ وہ آنے والا کہتا۔ میں کیا کروں۔ آخر میں بھی تو اللہ کا بندہ ہوں۔ یہ بھی تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ آپ ہم پر رحم کھائیں آخر وہ غصہ سے منہ لال کر کے کہتے اچھا

رکھ مصلے کے نیچے

اور دفعہ ہو جا میری نماز خراب نہ کر اور پھر اس کے بعد تسبیح پھیرنا شروع کر دیتے۔ اسی قسم کے لوگوں کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خبر دی تھی۔ کہ مومن رشیہ لائیں گے۔ لیکن بعض بے ایمان لوگ اُسے کھانا شروع کر دیں گے۔ میں حیران ہوں۔ کہ کیا صرف بے ایمانی سے ہی روپیہ کمایا جا سکتا ہے۔ کیا صحابہ میں سے کوئی صحابی مالدار نہ تھے۔

حضرت عبد الرحمٰن ابن عوف

کی وفات کے بعد اُن کا بچا کھچا روپیہ دو کروڑ نکلا حضرت عبد الرحمٰن ابن عوف دین کے لئے بہت قربانی کرنے والے تھے لیکن اس کے باوجود اُن کے پاس دو کروڑ روپیہ بچ گیا تھا۔ اس وقت کا دو کروڑ روپیہ آج کل کے

۲ ارب روپیہ کے برابر

ہے۔ تم صحابہ کی دیانتداری کا تصور تو کرو۔ ایک صحابی اپنا گھوڑا فروخت کرنے کے لئے لائے۔ دوسرے صحابی نے پوچھا۔ کہ کتنے کو بیچو گے۔ انہوں نے کہا ایک ہزار درہم کو۔ دوسرے صحابی نے کہا معلوم ہوتا ہے آپ کو گھوڑوں کی پوری واقفیت نہیں۔ اصل میں آپ کا گھوڑا دو ہزار درہم کا ہے۔ اگر آپ دو ہزار درہم لے لیں تو میں گھوڑا لے لیتا ہوں۔ وہ شخص جن کا گھوڑا تھا۔ وہ کہنے لگے۔ کہ میں صدقہ خور نہیں ہوں۔ جب میں جانتا ہوں کہ میرا گھوڑا ایک ہزار درہم کا ہے۔ تو میں دو ہزار کس طرح لے لوں۔ یہ ہے اصل ایمان خریدار کہتا ہے۔ کہ اگر قیمت بڑھاؤ۔ تو میں گھوڑا خرید لیتا ہوں۔ لیکن بیچنے والا کہتا ہے کہ جب میں جانتا ہوں۔ کہ اس کی قیمت اس سے زیادہ نہیں۔ تو میں دو ہزار درہم

کس طرح سے لوں

لیکن یہ افعال کس طرح جائز ہو سکتے ہیں کہ گورنمنٹ کچھ نرخ مقرر کرتی ہے۔ اور بیچا کسی اور نرخ پر جاتا ہے یہ احمدیت نہیں۔ بلکہ احمدیت کو بدنام کرتا ہے۔ جس شخص کو دھوکہ بازی کا خیال آتا ہے اسے چاہیئے۔ کہ وہ احمدیت سے ایک طرف ہو جائے۔ وہ خدا تعالیٰ کے صاف شفاف تالاب کو اپنے گند سے کیوں گندا کرتا ہے ایسا صاف شفاف تالاب جس میں پاتال تک کی چیزیں نظر آ جاتی ہیں۔ پس جو شخص اس قسم کے فعل کرتا ہے۔ وہ اس صاف تالاب میں کیچڑ پھینکتا ہے۔ اور ایسے لوگوں کے لئے احمدیت

دگنے عذاب کا موجب

بن جائیگی۔ ایک وجہ تو یہ ہو گی۔ کہ اس نے بے ایمانی اختیار کی۔ اور دوسری وجہ یہ ہو گی۔ کہ اس نے خدا تعالیٰ کے خوبصورت محل کو خراب کیا جیسا کہ بعض بے وقوف اور نادان لوگ جب کسی تاریخی یا خوبصورت عمارت کو دیکھنے جاتے ہیں۔ تو اس پر اپنا نام لکھنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور لاکھوں اور کروڑوں روپے کی یادگار ستیاناس کر دیتے ہیں۔ اور تیسری وجہ یہ ہو گی۔ کہ اس نے اپنے بد نمونہ سے دوسروں کا ایمان خراب کیا۔ پس جن لوگوں کے دلوں میں بلیک مارکیٹ کے خیالات پیدا ہوتے ہیں انہیں سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ ہمارا ایمان محفوظ نہیں اور اپنے

ایمان کی فکر کرنی چاہیئے

اور جماعت کا بھی فرض ہے۔ کہ وہ اس روح کو کچلنے کی کوشش کرے۔ گورنمنٹ نے جو قیمتیں مقرر کی ہیں میرے نزدیک وہ بالکل صحیح اور معقول ہیں۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی تاجر زیادہ قیمت حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو وہ اپنی شقاوت قلبی کا ثبوت دیتا ہے

ہندو اقتدار کے منصوبے یا اچھوت اُدھار کی حقیقت

ملک فضل حسین صاحب احمدی مہاجر جن کی تالیف مقبول عام و خاص تالیفات ہیں از قسم "ہندو راج کے منصوبے" اور "اچھوتوں کی حالت زار" وغیرہ نیز دیگر محققانہ مضامین کے طفیل جماعت احمدیہ کے علاوہ دوسرے اہل نظر حضرات میں اس قدر مشہور و معروف ہیں۔ کہ کسی مزید تعارف کے محتاج نہیں۔

آپ نے حال ہی میں ایک تازہ تالیف فرمائی ہے۔ جس میں مسلسل تاریخی اور دلچسپ پیرایہ میں "پونا پیکٹ" کی حقیقت کو ایسے بے نقاب فرمایا ہے۔ کہ اچھوتوں کی بے بسی کی جیتی جاگتی تصویر کے پہلو بہ پہلو ہندو جاتی کی عیاری و مکاری، فرزانہ پروپیگنڈا اور کھوکھلی ہمدردیاں بھی عریاں ہو کر منظر عام پر آ گئی ہیں۔ اس رسالہ میں واقعات کی روشنی میں بتایا گیا ہے کہ جس وقت وزیر اعظم برطانیہ نے اچھوتوں کی مردہ وار زندگی کے پیش نظر ان کے لئے جداگانہ نیابت کا فیصلہ کر دیا۔ تب ہندو جاتی نے جو صدیوں سے سات کروڑ اچھوتوں کو اپنے ... مظالم کا تختۂ مشق بنائے ہوئے تھی۔ اور پھر سے لے لے کر ان کا خون چوس رہی تھی وہ بھروپ بھرے اور پینترے بدلے کہ بایدو شاید۔

وزیر اعظم کو تار دیئے گئے۔ کہ اچھوتوں کے لئے جداگانہ انتخاب کا فیصلہ فوراً منسوخ کیا جائے۔ ورنہ ہندوستان میں خون کی ندیاں بہ جائیں گی۔ لیکن جب ادھر سے ٹکا سا جواب ملا۔ تو گاندھی جی نے مرن برت کی دھمکی دیدی۔ اس کا بھی کوئی اثر نہ ہوا تو ہندو لیڈروں نے ان اچھوتوں کو جنہیں اپنی قوم کی کوئی قیادت حاصل نہ تھی۔ اپنے ساتھ ملا کر برطانیہ اور ہندوستان کی آنکھوں میں خاک جھونکی۔ کہ ہندو اور اچھوت تو یک جان دو قالب ہیں۔ اس لئے حسب سابق مخلوط انتخاب ہی قائم رہنا چاہیئے۔

اس موقعہ پر حضرت امام جماعت احمدیہ نے ایک اہم پیغام کے ذریعہ ایک طرف تو ہندوؤں کو توجہ دلائی کہ وہ اچھوتوں کو دبانے کی بجائے خود گاندھی جی پر زور دیں کہ وہ اس سے باز رہیں کہ یہ طریق خود ان کے پرچار کردہ مسلک اہنسا کے خلاف ہے اور اب جبکہ مظلوم اچھوتوں کو انسانیت کے تھوڑے سے بہت حقوق دیئے گئے ہیں ان سے انہیں فائدہ اٹھانے کا موقعہ ملنا چاہیئے۔ اور دوسری طرف فرمایا۔ کہ یہ وقت اچھوتوں کے لئے بوجہ نازک ہے۔ انہیں بالعموم دوسروں کے

بسطہ یا ... لیے ... عادت ... لیتے خواہ

کہ وہ ہندوؤں کی اس تگ و دو کے نتیجہ میں ایسے متأثر ہو جائیں۔ کہ جذبات اور دلائل میں تمیز کے قابل نہ رہیں لیکن وہ یاد رکھیں کہ اگر انہوں نے ایسا کیا۔ تو ان کا یہ فعل سراسر خود کشی کے مترادف ہو گا

اب تک اچھوتوں کے سچے نمائندہ اور حقیقی لیڈر ڈاکٹر امبیدکر صاحب ہندوؤں کے نزدیک کسی شمار و قطار میں نہ تھے۔ کیونکہ وہ ان کے جھرے میں نہ آتے تھے۔ اور جداگانہ انتخاب کے لئے ایک انچ ادھر ادھر سرکنے کے لئے تیار نہ تھے لیکن آخر قہر درویش بر جان درویش انہیں ڈاکٹر صاحب موصوف ہی کے سامنے مونچھیں نیچی کرنا پڑیں۔ القصہ ہندو لیڈروں نے ڈاکٹر صاحب پر ڈورے ڈالنے شروع کئے۔ اور کشاں کشاں انہیں یرودا جیل لے گئے۔ گاندھی جی سے ملاقات کروائی۔ اور مصر ہوئے۔ کہ باہم ایک معاہدہ پر دستخط ثبت کر دیں۔ جس کے رو سے مخلوط انتخاب قائم رہ سکے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے ہر چند کہا۔ کہ انہیں اپنی قوم سے مشورہ کرنے اور سوچنے سمجھنے کے لئے کچھ مہلت دی جائے۔ اور کہ الہ آباد میں اچھوتوں کی ایک اہم کانفرنس ہو رہی ہے جس میں ان کی شرکت ضروری ہے۔ اس سے واپسی پر اطمینان سے گفتگو کر سکیں گے نیز یہ کہ گاندھی جی سے درخواست کی جائے۔ کہ چند روز کے لئے برت ملتوی کر دیں وغیرہ مگر طوطی کی نقار خانے میں کون سنتا ہے

نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ایک طرف تو جا بجا ہندوؤں نے اچھوتوں پر ظلم و ستم شروع کر دیئے۔ اور دوسری طرف انہیں طرح طرح کے لالچ دیئے گئے انہیں کنوؤں پر چڑھایا گیا۔ ان کے ساتھ کھان پان کیا گیا۔ ان کے لئے مندروں کے دروازے کھولے گئے۔ انہیں ہندو جاتی کا انگ قرار دیا گیا مگر تان یہیں ٹوٹتی رہی کہ اچھوتوں کے لئے جداگانہ انتخاب کی ضرورت نہیں بلکہ وہ مدل و جان مخلوط انتخاب پر راضی ہیں۔ آخر وہی ہوا جس کا دھڑکا تھا۔ اور جسے حضرت امام جماعت احمدیہ کی دوربین نگاہ نے قبل از وقت بھانپ لیا تھا۔ یعنی پونا پیکٹ معرض وجود میں آ گیا۔ اور اچھوتوں نے جو دوسروں کے لئے قربانی کرنے کے عادی ہیں ہندوؤں کی شو اشوری اور نیک ... دلائل و احساسات میں تمیز کھو دی۔ اور مخلوط حرم

انتخاب پر رضامندی کے اظہار کر کے بن آئی مر گئے گو ہندو جاتی نے کام نکل جانے کے بعد صاف آنکھیں پھیر لیں۔ اور اچھوت پہلے سے بدتر حالت میں مبتلا منہ دیکھتے رہ گئے سیاسیات زمانہ سے واقفیت کے خواہاں اور اچھوتوں کی حالت زار سے ہمدردی رکھنے والے اصحاب کے لئے یہ کتاب بالکل جدید اہم اور دلچسپ معلومات کا ذخیرہ ہے۔ مجھے امید ہے۔ کہ احباب جماعت اس نہایت ہی ضروری اور وقت کی چیز کی اشاعت ضرور کریں۔ حجم ۲۰۰ صفحات قیمت ایک روپیہ۔ ملنے کا پتہ نشر و اشاعت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

1189

رعایت ہو تو ایسی

جلسہ سالانہ کی مبارک تقریب پر مورخہ بیس دسمبر ۱۹۲۶ء سے ۳۱ دسمبر ۱۹۲۶ء تک طبیہ عجائب گھر رجسٹرڈ کے نہایت مفید اور زود اثر مرکبات میں سے جو اصحاب یکمشت بیس روپے کی ادویہ طلب فرمائیں گے۔ انہیں پانچ روپے کی ادویہ مفت دی جائینگی صرف اکسیر اٹھرا اور سونے کی گولیاں رجسٹرڈ حب جواہر مہرہ عنبری زدجام عشق کلاں پر اصل قیمت پر ساڑھے بارہ فی صدی کمیشن دیا جائے گا یعنی بیس روپے کی گولیوں کے خریدار کو اڑھائی روپے کی گولیاں مفت دی جائیں گی۔

اصلی قیمتیں

سونے کی گولیاں رجسٹرڈ اور حب جواہر مہرہ عنبری ایک روپیہ کی چار رعدد اور زدجام عشق کلاں ایک روپے کی پانچ گولیاں۔ تفسیر کبیر تیسواں پارہ کا نصف اول بھی مقابلتہً رعائتی قیمت پر ملے گی۔

پریذیڈنٹ صاحب میونسپل کمیٹی

جناب چوہدری محمد حسین خان صاحب رئیس پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی امین آباد لکھتے ہیں مجھے عرصہ دراز سے خونی بواسیر کی شکایت تھی آپ کی گولیوں کے صرف تین دن استعمال سے خون بند ہو چکا ہے۔ نہایت اچھی دوائی ہے۔ یکصد گولیاں ارسال فرمایئے

بواسیری ایک ماہ کورس آٹھ روپے۔ تفسیر کبیر بھی مقابلتہً رعائتی قیمت پر ملے گی۔

ڈاکٹر ٹالر بتھ ہینڈ کو!

میو روڈ لاہور سے لکھتے ہیں۔ کہ کچھ عرصہ ہوا اکسیر ذیابیطس ایک ماہ کا کورس منگوایا تھا۔ ایکماہ کے استعمال سے امید سے بڑھ کر فائدہ ہوا۔ اکسیر ذیابیطس ایک ماہ کا کورس سات روپے۔

تفسیر کبیر بھی مقابلتہً رعائتی قیمت پر ملے گی۔

طبیہ عجائب گھر رجسٹرڈ قادیان

ضرورت رشتہ

میرے ایک عزیز مخلص احمدی آرائیں نوجوان ملازم مستقل گورنمنٹ سروس چار صد روپیہ ماہوار آمدنی کیلئے معزز زمیندار خاندان سے ایک تعلیم یافتہ میٹرک یا مڈل کے نزدیک صورت و سیرت بھی اچھی ہو خانہ داری سے واقف رشتہ کی ضرورت ہے۔ جلسہ سالانہ پر آنیوالے خواہشمند اصحاب مجھ سے ملیں یا لکھیں۔

مفتی محمد صادق قادیان

محافظ اٹھرا گولیاں رجسٹرڈ

مستند حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز فرمودہ تقریر مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۲۶ء بمقام پارک روڈ نئی دہلی اخبار الفضل ۱۶ نومبر ۱۹۲۶ء میں ابھی طالب علم تھا عبدالرحمن صاحب کاغانی مرحوم جن کا اخبار میں اٹھرا کی گولیوں کا اشتہار چھپا کرتا تھا۔ وہ بھی طالب علم تھے وہ مجھ سے پہلے سے پڑھ رہے تھے۔ اسلئے وہ مجھ سے سینئر تھے۔ ہم حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے طب پڑھتے تھے۔ پس وہی اٹھرا کی گولیاں بنام محافظ اٹھرا گولیاں عبدالرحمن کاغانی کے اپنے قدیمی قائم کردہ دواخانہ رحمانی میں ۱۹۱۰ء سے خالص اجزاء کے مطابق تیار کی جاتی ہیں۔ جن کے گھر یہ موذی مرض اٹھرا لاحق ہو۔ وہ فوراً محافظ اٹھرا گولیاں منگوا کر اپنے گھر استعمال کرائیں۔ قیمت فی تولہ ڈیڑھ روپیہ

منیجر حکیم حاذق عبدالقدیر کاغانی (سند یافتہ) پسر عبدالرحمن کاغانی قادیان

اعلان نکاح

عزیزہ امۃ المنیر بنت ڈاکٹر محمد جلال الدین صاحب سیالکوٹ شہر کا نکاح دو ہزار روپیہ مہر پر چوہدری ظہور احمد صاحب ولد چوہدری مہر دین صاحب ساکن لوبک تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ کیساتھ ۲۴ ؍ نومبر کو جناب سید احمد علی شاہ صاحب نے مسجد احمدیہ سیالکوٹ میں پڑھا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اس رشتہ کو جانبین کیلئے بابرکت کرے۔ اللہ دتا سیالکوٹ شہر

زرعی زمین سے فائدہ اٹھانے کا نادر موقعہ

میرے پاس سندھ میں ۱۴ صد ایکڑ اراضی چار سال کے ٹھیکہ پر ہے اس ٹھیکہ کے ½ حصہ کا حصہ دار شامل کرنا چاہتا ہوں۔ زر ٹھیکہ سات روپے فی ایکڑ ہے۔ جو پیشگی جنوری میں ادا کرنا ہوگا۔ حصہ دار ایسا زمیندار ہونا چاہیے۔ جو انتظامی قابلیت اور نہری زمین کی کاشت کا تجربہ کار ہو

(فتح محمد سیال)

اپ کی جادو اثر دوا اکسیر البدن کے استعمال سے یہ سب شکایات جاتی رہیں اب میں اپنے آپ میں خاص توانائی پاتا ہوں براہ کرم ایک شیشی اور بذریعہ وی۔پی ارسال فرما کر مشکور کیجئے۔

سب تسلیم کرتے ہیں کہ دل میں نئی امنگ۔ اعضا میں نئی ترنگ دماغ میں نئی جوانی پیدا کرنا۔ کمزور کو زور آور اور زرد کو سرخ و گوشہ زور بنانا اکسیر البدن پر ختم ہے۔ قیمت فی شیشی پانچ روپے محصولڈاک علاوہ۔

ملنے کا پتہ :۔ منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

باجازت نظارت امور عامہ

جائداد کی خرید و فروخت کے متعلق مجھ سے خط و کتابت کریں

قریشی محمد مطیع اللہ قریشی منزل دارالعلوم قادیان

مولوی محمد علی صاحب کا اپنے عقیدہ پر حلف

حلف اٹھانے سے پیشتر — آسمانی فیصلہ

مولوی محمد علی صاحب امیر انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور نے اخبارات میں یہ شائع کرایا ہے کہ وہ اپنے عقیدہ درباره حضرت مرزا غلام احمد صاحب حسب ذیل حلف اٹھاتے ہیں۔

"میں محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا عقیدہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب مجدد و مسیح ہیں۔ مگر نبی نہیں۔ اور نہ ان کے انکار سے کوئی کافر ہو سکتا ہے۔ اور یہی عقیدہ حضرت مرزا صاحب کا تھا۔"

اگر مولوی محمد علی صاحب کا اس قسم کا حلف اٹھانا فیصلہ کن سمجھا جا سکتا ہے۔ تو پھر ان کو یہ حلف اٹھانے کی اس وقت کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی امام جماعت احمدیہ قادیان آج سے تیس۳۰ سال قبل حلف اٹھا چکے ہیں۔ اور اس حلف کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کی وہ نصرت اور حمایت کی ہے۔ جس کی نظیر دنیا میں مشکل ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے اپنے فعل سے امام جماعت احمدیہ کے عقیدہ کے برحق ہونے کا ثبوت دے دیا ہے۔ چنانچہ آپ نے جن الفاظ میں حلف اٹھایا وہ یہ ہیں:۔

"میں قسم کھاتا ہوں کہ وہ خدا جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ وہ خدا جو عذاب کی طاقت رکھتا ہے وہ خدا جس نے میری جان قبض کرنی ہے وہ خدا جو زندہ قادر ہے۔ اور سزا اور جزا دینے والا ہے۔ وہ خدا جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث کیا ہے۔ میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں حضرت مرزا صاحب کو اس وقت بھی جبکہ حضرت مسیح موعود زندہ تھے اسی طرح کا نبی مانتا تھا جس طرح کا اب مانتا ہوں۔ اس بات کے لئے قسم کھاتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے رویا میں مجھے منہ در منہ کھڑے ہو کر کہا کہ مسیح موعود نبی تھے"

(ماخوذ از ٹریکٹ مطبوعہ ۱۹۱۷ء)

پس اگر اس قسم کا حلف فیصلہ کن سمجھا جا سکتا ہے تو اب مولوی محمد علی صاحب کو حلف اٹھانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ آج سے تیس۳۰ سال قبل یہ حلف اٹھا چکے ہیں۔ اور چونکہ اس حلف کے بعد آپ کو الٰہی تائید حاصل ہوئی ہے۔ اس لئے اب مولوی محمد علی صاحب کو آپ کا عقیدہ ہی قبول کر لینا چاہیے۔

نور الحق واقف زندگی

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

لنڈن ۲۴ دسمبر انگلستان کے بااثر جریدہ "اکانومسٹ" نے ہندوستانی مسئلہ کے متعلق لکھا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ہندوستان جیسی وسیع سرزمین کا ایک سیاسی وحدت ہونا پسندیدہ ہو۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ ہندوستان پر جو وحدت ٹھونسی گئی ہے اس کو دور کر دینا افسوسناک ہو۔ لیکن مغربی معیار پر دیکھا جائے تو ہندوستان کو دو آزاد مملکتوں میں تقسیم کرنا توقعات کے برعکس نہیں بلکہ عین مطابق ہے۔

کلکتہ ۲۴ دسمبر۔ عارضی حکومت ہند نے انڈین سول سروس اور انڈین پولیس سروس کے خاتمہ کے متعلق جو سکیم مرتب کی ہے بنگال کی مسلم لیگ وزارت نے اس سکیم کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ حکومت بنگال نے اعلان کیا ہے کہ وہ انڈین سول سروس اور پولیس سروس کی بھرتی کے متعلق اپنی علیحدہ سکیم پر عملدرآمد کرے گی۔

لکھنؤ ۲۴ دسمبر۔ مسٹر جناح نے صوبائی اسمبلیوں کی مسلم لیگ پارٹیوں کے لیڈروں کی ایک کانفرنس کراچی میں بلائی ہے۔ مسٹر جناح ان لیڈروں سے ملک کی موجودہ صورت حالات پر بحث و تمحیص کریں گے اور اس کی روشنی میں آئندہ اقدام کا فیصلہ کیا جائے گا۔

لاہور ۲۴ دسمبر۔ حکومت پنجاب نے صوبہ میں ۲۵ دسمبر سے انڈوں کی قیمتوں پر سے کنٹرول ہٹانے کا فیصلہ کیا ہے۔ تاہم صوبہ سے انڈے باہر بھیجنے کا امتناعی حکم جاری رہے گا۔ حکومت نے رہتک۔ ملتان۔ منٹگمری اور گجرات سے صوبہ کے دوسرے اضلاع کو گڑ برآمد کرنے پر عاید شدہ پابندیاں بھی ہٹا لی ہیں۔

امیر غیر مبایعین کا مطلوبہ حلف اٹھانے سے گریز

لاہور ۲۵ دسمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبایعین نے حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کے تجویز کردہ الفاظ میں حلف اٹھانے سے انکار کر دیا ہے۔ اور صاف کہہ دیا ہے کہ میں سیٹھ صاحب کے الفاظ میں حلف نہیں اٹھاتا۔

مجاہدین احمدیت کا سرزمین انڈونیشیا میں ورود مسعود

مکرم مولوی غلام حسین صاحب ایاز بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں کہ مکرم مولوی محمد سعید صاحب انصاری اور مکرم مولوی عبدالحی صاحب ۲۲/۱۲ کو بخیر و عافیت سنگاپور پہنچ گئے۔ نیز مولوی محمد زہدی صاحب کیلانگ (ملایا) سے بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں کہ وہ بھی اپنے وطن کیلانگ میں بخیریت پہنچ گئے ہیں۔

وکیل التبشیر تحریک جدید

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنے حوصلہ کے مطابق قربانی نہ کریں! بلکہ دین کی ضرورت کے مطابق کریں

فرمایا "پرانے لوگوں (دفتر اول کے تیرھویں سال کا وعدہ کرنے والے مجاہد) کو بھی توجہ دلاتا ہوں کہ جس طرح انہوں نے پہلے بھی جوش اور اخلاص سے اس جہاد میں حصہ لے کر ایک بے نظیر مثال قائم کی ہے۔ اب وہ اس کو زیادہ سے زیادہ بے نظیر بنانے کی کوشش کریں۔ تا ان کی آئندہ نسلیں بھی فخر اور عزت کے ساتھ یاد کریں۔ کیونکہ قربانی ہی ایک ایسی چیز ہے جو کسی کا نام زندہ رکھنے کا موجب بن سکتی ہے"

پانچ ہزاری فوج کے سپاہیو! خدا کے نمائندہ کا فرمان سن لیا۔ آپ میں سے اگر اپنی قربانی کو بے نظیر بنانے کے لئے شاندار اضافہ سے وعدہ نہیں لکھوایا۔ تو یہ موقعہ ہے وعدہ لکھوا دیں تا سابقون الاولون کا بھی ثواب لیں۔ وہ نوجوان یا وہ احباب جو تحریک جدید کی پانچ ہزاری فوج میں اب تک شامل نہیں ہوئے ان کے متعلق فرمایا کہ

"وہ اس بات کو اپنے ذمہ لے لیں کہ انہوں نے ہر ممکن طریق سے اس اگلے دور کو کامیاب بنانا ہے۔ اور اس کے لئے ان کو کتنی بھی قربانیاں کرنی پڑیں وہ اقرار کریں گے کہ وہ کسی نوجوان کو اس میں حصہ لئے بغیر نہیں چھوڑیں گے" پس خدام الاحمدیہ کے زعماء اور جماعتوں کے امیر یا پریذیڈنٹ اور سیکرٹری تحریک جدید حضور کے اس فرمان پر فوری توجہ فرمائیں۔ اور ہر شخص جو اپنے لئے آمد پیدا کر رہا ہے تحریک جدید کے دفتر دوم کے سال سوم میں شامل کریں۔ گو رعایتی شرط شامل ہونے کی ایک ماہ کی آمد کا نصف حصہ بھی ہے۔ لیکن تبلیغی ضرورت کہہ رہی ہے کہ نوجوان اپنے حوصلہ کے مطابق قربانی نہ کریں۔ بلکہ دین کی ضرورت کے مطابق زیادہ سے زیادہ قربانی کریں۔ فوراً اس جہاد میں شامل ہوں۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشے

وکیل المال تحریک جدید

چندہ برائے مسجد سری نگر

احباب کرام کو علم ہے کہ سری نگر میں مسجد احمدیہ دارالتبلیغ اور مہمان خانہ زیر تعمیر ہے۔ ناظر صاحب بیت المال نے ازراہ نوازش اس کے لئے احباب کرام سے چندہ جمع کرنے کی اجازت عنایت کی ہوئی ہے۔ خواجہ صدرالدین صاحب اضلاع گوجرانوالہ۔ گجرات۔ لاہور۔ سرگودھا۔ لائل پور۔ جھنگ کا دورہ کریں گے۔ احباب ان سے تعاون کریں۔

عبدالرحیم پریذیڈنٹ احمدیہ مسجد کمیٹی سری نگر